تنقید کی تعریف کرتے ہوئے اس کی اہمیت و افادیت کے بارے میں بتائیں۔

تنقید کسی ادب پارے کے محاسن و معائب کو پرکھنے اور جانچنے کا نام ہے اور بقول آل احمد سرور اس پرکھ اور جانچ میں تعارف، تشریح، ترجمانی اور فیصلہ سبھی کچھ ہوتا ہے۔ لیکن بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اچھائی اور برائی کا تعین خود اس بات سے ہوتا ہے کہ ہم کسی ادب پارے کو کس نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ مذہبی نقطۂ نظر سے، اخلاقی نقطۂ نظر سے، معاشی نقطۂ نظر سے، مادی نقطۂ نظر سے، جمالیاتی نقطۂ نظر سے، تاثراتی نقطۂ نظر سے، تاریخی نقطۂ نظر سے یا نفسیاتی نقطۂ نظر سے۔ نقطۂ نظر کے بدلنے کے ساتھ اس کے حسن و قبح کے پیمانے بھی بدلتے جائیں گے۔ چنانچہ آج تنقید کے مختلف دبستانوں یا نظریوں کا وجود اسی حقیقت کے نتیجے میں ہیں۔ مختلف ناقدین نے مختلف علوم کی روشنی میں ادبی تخلیقات کا جائزہ لیا ہے اور بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی "اسی لئے تنقید آج ایک فن بھی ہے اور ایک علم بھی، سائنس بھی ہے اور جمالیات بھی، فلسفہ بھی ہے اور نفسیات بھی، تاریخ بھی ہے اور فکر بھی، علم الاقوام بھی ہے اور معاشیات بھی، تہذیب بھی ہے اور سیاست بھی۔"

دراصل فکر انسانی میں جو تنوع نظر آتا ہے اسکی روشنی میں تنقید بھی بوقلموں میں نظر آتی ہے۔

اردو ادب میں تنقید کا وجود مغربی ادب سے آیا ہے۔ تنقید اب اردو ادب کا بہت اہم سرمایہ ہے کیونکہ اسی سے ہمارا اردو ادب صحت مند ہوا ہے۔ تنقید سے پہلے ہمارے یہاں صرف تذکرے ملتے ہیں۔ کیونکہ تنقید کے اصول اور اصول نقد سے ناواقف تھے ان کے سامنے صحت مند تنقید کا کوئی نمونہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے قدیم شعراء، اساتذہ اور تذکرہ نگار تنقیدی اصطلاحوں سے تہی دامن تو نہیں تھے لیکن ذاتی پسند اور ناپسند ان کا تنقید کا معیار تھا جبکہ ایک اصولی اور فنی تنقید میں ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مولانا حالی، شبلی، آزاد اور عبدالحق نے اردو تنقید کو تذکروں کے عہد سے نکالا اور اسکو ایک مستقل فن کا درجہ عطا کیا۔ کلیم الدین احمد، آل احمد سرور، احتشام حسین اور حسن عسکری جیسے ذہین، جید اور جلیل القدر ناقدین نے اسکو تعداد اور معیار دونوں لحاظ سے سربلند کیا۔ آج تنقید کا جو ذوق ہم دیکھ رہے ہیں یہ انہیں بزرگوں کی دین ہے۔ اور اب تو ان کے بعد بھی بہت باشعور و باصلاحیت نقاد اس میدان میں نظر آرہے ہیں جن کے تخلیقات سے ہمارے تنقیدی سرمائے میں اضافہ ہو رہے ہیں۔

تنقید کا اصل مقصد کسی فن پارہ کی ماہیت، اغراض و غایت اور افادیت کا سراغ لگانا ہے چنانچہ انگریزی کے مشہور شاعر و نقاد ٹی ایس

ایلیٹ نے لکھا ہے کہ
"میں سمجھتا ہوں کہ تنقید وہ نقطہ نظر ہے جو یا تو یہ معلوم کرنے کی
جستجو رہی ہے کہ شاعری کیا ہے۔ اس سے کام کیا ہوتا ہے۔ اس
سے کن تمناؤں کی تسکین ہوتی ہے۔ اور شعر کیوں لکھے جاتے ہیں
اور کیوں پڑھے پڑھائے جاتے ہیں"
یہاں پر ایلیٹ نے تنقید کا جو تعلق شاعری سے بتایا ہے وہ
صرف شاعری کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر صنف پر لاگو ہوتی ہے جیسے افسانہ
نگاری، ناول نگاری، ڈرامہ نگاری اور خود تنقید نگاری پر بھی۔ تنقید کا فن بہت نازک
مزاج ہے۔ یہاں کسی بھی طرح کی جانبداری کی گنجائش نہیں ہے۔ مکمل غیر جانبداری
اور دیانتداری اور بیدار مغزی کے بغیر کوئی بھی تنقیدی فیصلہ قابل احترام نہیں ہو سکتا
تنقید کی غیر جانبدارانہ حیثیت کے سلسلے مغرب و مشرق کے تمام
ماہرین اتفاق کرتے ہیں اس لئے مسعود حسن رضوی ادیب کے اس خیال سے ہمیں
اتفاق کرنا چاہیے کہ "تنقید کا کام فیصلہ کرنا ہے۔ تنقید دودھ کا دودھ اور پانی کا
پانی الگ کر دیتی ہے۔ تنقید انصاف کرتی ہے۔ ادنی اور اعلی جھوٹ اور سچ
بلندی و پستی کے بارے میں بتاتی ہے۔ تنقید کی اہمیت و افادیت کے سلسلے
میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کا کام ادب کی توضیح تعبیر اور تشریح ہے۔
ساتھ ہی ساتھ ذوق اور اصلاح بھی اس سے ممکن ہے۔

تنقید ادب کی ایک شاخ ہے اور اہم شاخ ہے اچھی تنقید نہ صرف
معلومات فراہم کرتی ہے بلکہ ایک خوشگوار احساس بھی بخشتی ہے جس کے اس
کے لئے ایک فطری ریاض لازمی ہے۔ ایک کامیاب نقاد کے لئے مغز ادراک،
زندہ احساس اور وسعت نظر کا ہونا ضروری ہے ان اوصاف سے بے نیاز
ہو کر کوئی نقاد اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتا ہے۔ وسعت نظر اور
وسعت مطالعہ اور غیر جانبداری ایک نقاد کی بنیادی شرطیں ہیں۔ تنقید ایک
دشوار فن ہے لیکن عام طور پر تنقید کے سلسلے میں سرسری سہل نگاری سے کام
لیا جاتا ہے اس بات سے اس فن کی عظمت مجروح ہوتی ہے

تنقید کی ماہیت، افادیت اور اہمیت اس طرح آپس میں ملی
ہیں کہ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا ہے تنقید کی تعریف میں ہی اس کی افادیت
بھی پنہاں ہے اور جو اس کی افادیت ہے وہی اہمیت ہے مثلاً تنقید کے
متعلق جب آل احمد سرور یہ لکھتے ہیں کہ اچھی تنقید محض معلومات فراہم
نہیں بلکہ وہ سب کام کرتی ہے جو ایک مورخ، ماہر نفسیات اور ایک شاعر
انجام کرتا ہے تو یہ صرف تنقید کی تعریف نہیں ہوتی بلکہ اس
کی افادیت بھی ہوتی اور یہ تو مسلمہ ہے کہ جب تک ہمیں کسی شے

۲ 3

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس — چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چودیس

حضرت امیر خسرو سے یہ غزل بھی منسوب ہے جس کا مطلع ہے ۔

زحالِ مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں

کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

اس دور کے [illegible] شیخ شرف الدین یحییٰ منیری اور شیخ [illegible] قلندر کی ملفوظات [illegible] بھی [illegible] ۔ [illegible] کے [illegible] صوفیائے کرام کی ملفوظات [illegible] [illegible] اور [illegible] صوفیا کی ملفوظات [illegible] ہیں ۔ اسی طرح گجرات کے صوفیا و اولیا [illegible] [illegible] ۔ [illegible] صوفیا و اولیا کی ملفوظات کا تذکرہ کیا جاتا ہے ۔

[illegible] شاہ [illegible] سید شاہ [illegible] شاہ جلال الدین [illegible] شرف الدین [illegible] ۔ [illegible] حضرت گیسو دراز [illegible] شاہ [illegible] شیخ [illegible] ۔

حضرت شاہ [illegible] نظام الدین اولیا [illegible] ۔ [illegible] حضرت [illegible] ۔

[illegible] حضرت [illegible] ۔

[illegible] سید محمد [illegible] ۔

[illegible] ۔ [illegible] گیسو دراز [illegible] ۔

[illegible] ۔

افادیت کا احساس نہیں ہوگا اسکی طرف توجہ نہیں کر سکتے
تنقید کی غیر معمولی معنوی مفید افادیت ہی اس کے فوائد کو بھی اجاگر کرتی ہے بلکہ یوں
ہی اس کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔

تنقید کی اہمیت کے سلسلے میں ٹی ایس ایلیٹ کا کہنا ہے کہ "تنقید
ہماری زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے جتنی سانس" اور یہ بات بہت صحیح ہے
جس طرح سانس چلنے پر ہی زندگی کا دارومدار ہے ٹھیک اسی طرح ادب کی زندگی
کے لئے تنقید ضروری ہے۔ اگر تنقید کی روشنی نہ ہو تو ہم صحیح اور غلط، بلند و پست،
بھلا اور برا، معیاری اور غیر معیاری ادب میں فرق نہیں کر سکتے اور ادب بلا شبہ
اس جنگل کی طرح ہو جائے گا جس میں موزونیت اور خوش سلیقگی اور فقدان
اور کمی ہو۔ تنقید کے بغیر ایک صحت مند اور صحت بخش ادب کا تصور ہی
نہیں کیا جا سکتا ہے۔